ایسا شخص خود قابل رحم ہے جس کی یہ حالت ہے۔ اسی معنی ومفہوم کو عصر عباسی کے نامور شاعر ابوالحسن التہامی نے کچھ اس انداز میں پیش کیا ہے۔

إني لأرحم حاسديَّ لحرِ ما ضمت صدورهم من الأوغار
كرهوا صنيع الله بی فعیونهم فی جنة و قلوبهم فی نار

ترجمہ: ''میں اپنے حاسدوں کو اس تپش اور جلن کی وجہ سے قابل رحم سمجھتا ہوں جس سے ان کے دل دوچار ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے میرے بارے میں رب کے فیصلے کو ناپسند کیا جس کی وجہ سے ان کی نگاہیں تو جنت (مجھ کو میسر نعمتوں) پر لگی ہوئی ہیں جبکہ ان کے دل جہنم (حسد کی آگ) میں جل رہے ہیں''۔

بہر حال یہ حسد کی چند برائیوں اور نقصانات کا ایک سرسری جائزہ ہے اس کے علاوہ حسد ہر لحاظ سے دین و دنیا دونوں میں نقصان دہ ہے اور آخر میں حسد کے مریضوں کے لیے یہی نصیحت ہے کہ وہ اس ذلیل و مذموم خصلت سے اپنے آپ کو بچائیں اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ہر ایک کو اللہ نے ایک خاص حکمت اور تقدیر کے تحت رزق عطا کیا ہوا ہے لہذا اس پر ناراضگی اور اعتراض کا کسی کو حق نہیں اور نہ ہی کوئی فائدہ ہے۔ اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ عین ممکن ہے کہ جس نعمت کی وجہ سے انسان کسی سے حسد کرتا ہے وہ نعمت اس کے لیے کسی امتحان یا آزمائش کا پیش خیمہ بھی ہوسکتا ہے۔ لہذا اس پر حسد کرنے کا کوئی معنی نہیں اور اس ذلیل دنیوی منافع وفوائد کے پیچھے حسد کرنے والے یہ بھی سوچیں کہ آپ دنیا اور اس کی حقیر نعمتوں پر تو لوگوں سے حسد کرتے ہیں لیکن کبھی کیا اہل اللہ کی عبادتوں، قیام اللیل اور روزوں کی طرف بھی آپ نے بنگاہ رشک دیکھا ہے؟ ان کے بارے میں یقیناً آپ کے دل میں کوئی رغبت اور خواہش پیدا نہیں ہوتی لہذا خدارا دنیا کی قدر وقیمت کو جان لیں کہ دنیا سوائے ھموم وغموم حساب وعذاب اور تکالیف و پریشانی کے اور کچھ نہیں اور اس عارضی وفانی زندگی کی خاطر حسد میں مبتلا ہوکر ہمیشہ رہنے والی قیامت کی زندگی کو خراب کرنا کسی عقلمند کا شیوہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کے زریں تعلیمات پر عمل کرنے اور اسلامی اخلاق وسلوک کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

﴿ ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذين سبقونا بالايمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انک رؤف رحیم ۞ ﴾

وآخردعوانا ان الحمد الله رب العالمين

ان أريد إلا الإصلاح ما استطعت و ما توفيقی إلا بالله

درس فقہ

بچے کا حج

ثناء الله عبد الرحيم

☆ تمام فقہاء نے اتفاق کیا ہے کہ بچے پر حج واجب نہیں۔(الاجماع للمنذری ص ۵۵)

☆ لیکن کیا کسی بچے کو اسکا ولی وسرپرست حج پر لے جائے تو کیا اسکا حج صحیح ہے؟

اس مسئلہ میں فقہاء کرام کے دونمایاں اقوال ہیں:

پہلا قول: جمہور فقہاء امام مالک، امام احمد، امام شافعی، جمہور فقہائے حجاز، امام سفیان ثوری فقہاء کوفہ، امام اوزاعی اور امام لیث بن سعد کے نزدیک بچے کا حج صحیح اور درست ہے۔ نیز بچوں کو حج کی تربیت دینا مستحب ہے اور اس کا اجر بچے کے سرپرست کو ملے گا۔(الخرشی علی مختصر الخلیل 84/1، الشرح الصغیر علی اقرب المسالك الی مذهب الامام احمد 67-6/2، المغنی 200/3، سبل السلام للصنعانی 696/2، المبدع 87/3 الاقناع 267/2، الفروع 212/3، المجموع 34/7، روضة الطالبین للنووی 119/3)

قول ھذا کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

۱۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **انه لقی رکبا بالروحاء فقال: من القوم قالوا: المسلمون. فقالوا: من انت؟ قال: "رسول الله" فرفعت امراة اليه صبيا فقالت: ا لهذا حج؟ قال" نعم ولک اجر"** (صحیح مسلم 99/9، سنن ابی داود 160/5، سنن النسائی 120/3، مسند احمد 219/1، موطا مالک 369/1، صحیح ابن خزیمه 348/4، السنن الکبری للبیہقی 155/5، الام للشافعی 95/2) حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحا مقام پر ایک قافلہ سے ملے تو آپ نے فرمایا تم لوگ کونسی قوم ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم مسلمان قوم ہیں۔ پھر انہوں نے کہا آپ کون ہے؟ فرمایا "میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں" پھر ایک عورت نے ایک بچہ آپ کے سامنے اٹھایا اور کہا: کیا اس کے لیے حج ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا **"ہاں اور تیرے لئے اجر ہے"۔**

وجہ استدلال: اس عورت کے سوال پر آپ نے بچے کا حج ثابت کیا اور اجر سرپرست کیلئے بیان فرمایا تو جب اس کا اجر ثابت ہوا تو بچے کا حج درست ہے۔ اگر حج درست نہ ہوتا تو اجر کس طرح ثابت ہوتا۔

۲۔ **عن جابر قال رفعت امراة صبيا لها الى رسول الله ﷺ فقالت: يا رسول الله ا لهذا حج؟ قال" نعم ولک اجر"** (سنن الترمذی 672/3، السنن الکبری 156/5، سنن ابن ماجه 158/5) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہا کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بچہ اٹھا کر دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا اس بچے کیلئے حج

ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہاں البتہ اجر تم کو ملے گا"۔

۳۔ "عن السائب بن یزید قال: حج بی مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و انا ابن سبع سنین وفی روایة: وانا غلام" (بخاری 71/4' ترمذی 673/3) حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میرا حج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کرایا گیا جبکہ میری عمر سات سال کی تھی۔ایک روایت میں ہے میں بچہ تھا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سات سالہ یا اس سے کم عمر بچوں کا حج ثابت ہے اور آپ نے ان پر انکار بھی نہیں کیا تو یہ حدیث تقریری ہے۔تقریری حدیث بھی حدیث قولی وفعلی کی طرح حجت ہے۔اگر کوئی قوی معارض نہ ہو۔

۴۔ حجۃ الوداع میں یہ بات ثابت ہے کہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے بچوں سمیت حج کیا اور سلف صالحین بھی اپنے بچوں کو حج پر لے جاتے تھے۔(سابقہ حوالہ جات)

دوسرا قول: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض علماء نے کہا کہ بچے کا حج صحیح نہیں۔

انہوں نے اپنی رائے کیلئے ان دلائل سے استدلال لیا ہے:

۱۔ **"رفع القلم عن ثلاث"** اس میں ایک **"و عن الصبی حتی یبلغ"** یعنی تین قسم کے افراد سے حکم تکلیفی اٹھایا گیا ہے۔اس میں سے ایک بچہ ہے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے"۔

۲۔ حج کو نذر پر قیاس کرتے ہوئے، چونکہ بچے کی نذر درست نہیں اسی طرح حج بھی درست نہ ہوگا۔چونکہ اگر بچے کا حج فاسد ہو جاتا تو اس پر قضا لازم آتا اور کوئی بھی لزوم قضا کا قائل نہیں۔

۳۔ نیز حج ایک بدنی عبادت ہے تو اس بدنی عبادت کا انعقاد ولی وسرپرست سے درست نہیں جیسا کہ نماز ہے۔

۴۔ نیز بچہ احرام باندھنے سے محرم نہیں ہوتا چونکہ احرام کا شرعی حکم بچے سے صحیح نہیں ہوتا۔

ملاحظہ ہو: المجموع 35,34/7 ، فتح الباری 71/4 ، روضتہ الطالبین 119/3، المبدع 87/3 ، الاقناع 267/2 ، حاشیتہ ابن عابدین 466/2

قول ثانی کے دلائل پر جمہور کے جوابات:

۱۔ حدیث **"رفع القلم عن ثلاث ......و عن الصبی حتی یبلغ"** میں رفع القلم سے مراد بچوں سے غیر شرعی کام یا گناہ سرزد ہونے پر عدم مواخذہ ہے، نہ کہ ان کے نیک اعمال کا بطلان۔

نیز حج کو نذر پر قیاس کرنا درست نہیں، کیونکہ نذر کا تعلق قول اور نیت سے ہے، لیکن حج ایک فعل ہے جیسا کہ اگر بچہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو یہ صحیح ہوگا، چونکہ یہ فعل سے تعلق رکھتا ہے جبکہ نذر قول ہے اور بچے کا قول شرعاً ساقط الاعتبار ہے۔جبکہ حج ایک فعل اور بدنی عبادت ہے اور جب بچے کی نماز و وضو درست ہیں تو حج بھی درست ہوگا۔اور بچے کے حج کو نماز پر قیاس کرنا بھی درست نہیں چونکہ حج میں نیابت ہے نماز میں نہیں۔اسی طرح بچے کا حج فاسد ہو جائے تو عدم قضاء پر اتفاق کا دعویٰ بھی درست نہیں۔

ترجیح: ان اقوال وادلہ سے واضح ہے کہ بچے کا حج درست ہے اور حدیث ابن عباس محل نزاع میں نص صریح ہے۔ پس حج کو دوسری اشیاء پر قیاس کرنا قیاس بمقابلہ نص صریح ہوگا، جو کہ حرام ہے۔

کیا بچپن کے حج سے اسلام کا رکن ادا ہو جائے گا؟

اگر کوئی بچپن میں حج کرے پھر بالغ ہونے کے بعد حج کی استطاعت ہو جائے تو تمام علماء کے نزدیک بلوغت سے پہلے کیا ہوا حج حجۃ الاسلام کیلئے کافی نہیں ہوگا۔ یعنی بلوغت کے بعد واجب شدہ حج کو ادا کرنا پڑے گا۔ (المنهاج شرح مسلم 100/9 وسابقہ حوالہ جات) صرف ایک گروہ نے پہلا حج کافی مانا ہے۔

دلیل: عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **"ایما صبی حج ثم بلغ الحنث فعلیه حجة اخری"** (المستدرك للإمام حاكم 481/1, سنن البيهقي 325/4، شرح معاني الآثار 257/2، الشافعي 111/2)

امام خطیب بغدادی نے کہا اس حدیث کو یزید بن زریع کے علاوہ کسی نے بھی مرفوع بیان نہیں کیا ہے اور غریب ہے (تاریخ بغداد 209/8) امام البانی نے کہا یزید بن زریع شیخین کے صحیح بہم رواۃ میں سے ہے اور وہ ثقہ ہے اور محمد بن المنہال کا تفرد بھی نقصان دہ نہیں، چونکہ وہ یزید بن زریع کا **اثبت الناس** شاگرد ہے۔ اور میرا دل اس حدیث کی صحت کی طرف مطمئن ہے کسی روای کا اس حدیث کو موقوف بیان کرنا نقصان دہ نہیں۔ (ارواء الغليل 156/4)

راجح قول جمہور کا ہے چونکہ حدیث ابن عباس نے وضاحت کی ہے کہ بلوغت کے بعد دوبارہ حج کرنا واجب ہے، اور پہلا حج حجۃ الاسلام کیلئے کافی نہیں۔ اسلیے حدیث میں **ولک اجر** آیا۔ اجر سرپرست کیلئے رکھا

بچے کا احرام

اگر بچہ ممیّز ہو یعنی خطاب کو سمجھے اور جواب خطاب کے مطابق دے وہ بچہ اپنے ولی وسرپرست کی اجازت سے احرام باندھے گا۔ اگر ولی کی اجازت کے بغیر احرام باندھے تو اسکا حج درست نہیں ہوگا چونکہ یہ بھی مالی عقد کی طرح ایک عقد ہے۔ تو وہ عقد بچے سے منعقد نہیں ہوتا۔ جس طرح خرید وفروخت بچے کا معتبر نہیں ہوتا اور بچے کا احرام یہ ہے کہ سرپرست میقات سے بچے کو احرام پہنائے اور تلبیہ پڑھے پھر خیال رکھے کہ اس سے احرام کے احکامات کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ اس طرح جتنا ممکن ہو تمام مناسک حج بچے سے خود کرائے گا لیکن وہ اشیاء جو بچہ خود نہ کر سکے اس میں ولی نیابت کرے گا۔ مثلاً جمرات کو کنکریاں مارنا۔ اگر بھیڑ کی صورت میں بچہ صحیح طریقے سے کنکریاں نہ مار سکے ان حالات میں ولی وسرپرست خود وہ افعال اس کی طرف سے ادا کرے گا اور جو کام بچہ خود کر سکے مثلاً وقوف عرفہ مبیت منیٰ وقوف مزدلفہ اور طواف وغیرہ اسے خود کروایا جائے۔ حدیث جابر میں ہے "**خرجنا مع النبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **حجاجا معنا الصبيان والنساء فاحرمنا عن الصبيان و فی لفظ فلبينا عن الصبيان و رمينا عنهم**" (سنن بيهقي 156/5) حضرت جابر فرماتے